بسم اللہ الرحمن الرحیم

العشر فی الحدیث

جناب مولانا فضل الرحمن صاحب ایم اے خطیب مسجد مبارک لاہور

عشر کی فرضیت: کتب احادیث میں عشر کے بارے میں جو احادیث منقول ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عشر زکوٰۃ ہی کی ایک صورت ہے۔ چونکہ عموماً اناج اور پھلوں پر زکوٰۃ دس فیصد وصول کی جاتی تھی اس بناء پر اسے عشر کا نام دے دیا گیا۔ محدثین نے عشر سے متعلقہ تمام احادیث کو اپنی اپنی کتابوں میں کتاب الزکوٰۃ میں ہی نقل کیا ہے۔ ایسی احادیث کے لئے جو باب باندھے گئے ہیں ان میں لفظ زکوٰۃ اور صدقہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

باب لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة[1]	باب پانچ اوسق سے کم اناج یا پھلوں میں صدقہ نہیں۔
باب صدقة الزرع[2]	کھیتی کے صدقہ کا باب۔
باب ماجاء فی صدقة الزرع والتمر والحبوب[3]	کھیتی، کھجور اور دانوں کے صدقہ کے باب میں جو بیان ہوا۔

---

[1] بخاری، ص ۲۰۱

[2] ابو داؤد، ص ۲۲۵

[3] ترمذی، ص ۱۰۸

٤۔ باب ما جاء فی زکوٰۃ الخضروات[1]	باب سبزیوں کی زکوٰۃ کے بارے میں
٥۔ باب صدقۃ الزرع والثمار[2]	کھیتوں اور پھلوں کے صدقہ کا باب۔
٦۔ باب زکوٰۃ الحنطۃ — باب زکوٰۃ الحبوب[3]	گیہوں اور دانوں کی زکوٰۃ کا باب
٧۔ اخذ الصدقۃ من الحنطۃ والشعیر[4]	گیہوں اور جو پر صدقہ وصول کرنا۔
٨۔ الزکوٰۃ فی الزرع والکرم[5]	کھیتی اور انگوروں پر زکوٰۃ۔
٩۔ جماع ابواب زکوٰۃ الثمار[6]	پھلوں پر زکوٰۃ کے ابواب
١٠۔ زکوٰۃ ما یخرص من ثمار النخیل والاعناب[7]	کھجوروں اور انگوروں کی زکوٰۃ اور ان کا اندازہ لگانا۔
١١۔ زکوٰۃ الحبوب والزیتون[8]	دانوں اور زیتون کی زکوٰۃ۔

[1] ترمذی: ص ١٠٤

[2] ابن ماجہ: ص ١٣٠

[3] نسائی: ص ٢١

[4] المستدرک: ص ٤٠١: جلد ١

[5] المستدرک: ص ٤٠٢: جلد ١

[6] السنن الکبریٰ: ص ١٢٠: جلد ٤

[7] تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک: ص ٢٠٢: جلد ١۔

[8] تنویر الحوالک: ص ٢٠٣: جلد ١۔

۱۲۔ باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ من الحب[1] — غلہ کی ان اقسام کا بیان جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

۱۳۔ باب ما یجب فیہ الصدقۃ عن الحبوب والورق والذھب[2] — دانوں، چاندی اور سونے پر صدقہ کے وجوب کا بیان۔

۱۴۔ باب وجوب زکاۃ الذھب والورق والماشیۃ والثمار والحبوب[3] — سونے چاندی جانوروں پھلوں اور دانوں پر زکوٰۃ کے وجوب کا باب۔

مذکورہ حوالوں سے واضح ہوا کہ عشر زکوٰۃ ہی کی ایک قسم ہے۔ اور زکوٰۃ ہی کی طرح فرض ہے۔

زکوٰۃ اور عشر میں فرق

زکوٰۃ اور عشر میں یہ فرق ضرور ہے کہ زکوٰۃ ان مالوں پر وصول کی جاتی ہے۔ جن پر ایک سال گزر چکا ہو۔ جیسا کہ مرفوعاً و موقوفاً عبداللہ بن عمرؓ اور عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔

لا زکوٰۃ فی مال حتیٰ یحول علیہ الحول[4]

کسی مال میں زکوٰۃ فرض نہ ہوگی جب تک اس پر ایک سال نہ گذر جائے۔ البتہ یہ بات الگ ہے کہ کسی ضرورت کے تحت زکوٰۃ کے مصرف میں تعجیل[5] کی اجازت رکھی گئی ہے۔ لیکن فرضیت کے اعتبار سے صاحب نصاب کے پاس مال کا ایک سال تک رہنا شرط ہے۔

---

[1] دارقطنی، جلد ۲۔
[2] دارمی، ص ۲۰۴۔
[3] دارقطنی، ص ۹۲، ج ۲۔
[4] ″ ″ ۹۰، ج ″

جہاں زکوٰۃ کے ایک سال کی شرط ہے وہاں عشر کے لیے اس شرط کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ عشر کی وصولی اسی وقت ہوتی ہے جب فصل کٹ جاتی ہے یا پھلوں کو درختوں اور بیلوں سے حاصل کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ کھیتی یا درختوں سے جو کچھ حاصل ہونا ہوتا ہے ہو جاتا ہے۔

عشر اور نصف عشر ایک فرق اور یہ ہے کہ زکوٰۃ کی جو شرح مقرر کر دی گئی ہے اس میں عمال کو کمی بیشی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں لیکن عشر کے بارے میں شریعت نے عمال کو اختیار دیا کہ وہ دیکھیں کہ آیا کھیت اور باغات کو ملنے والا پانی بغیر کسی تکلیف یا خرچ کے حاصل کیا جاتا ہے یا اس کے حصول کے لیے کھیت اور باغ کے مالک کو محنت کرنی پڑتی ہے یا اس کو معاوضہ دینا پڑتا ہے۔

اگر پانی کا حصول بغیر کسی تکلیف یا خرچ کے ہوتا ہے تو کھیتی اور باغ سے حاصل ہونے والے اناج اور پھل پر دس فیصد عشر وصول کیا جائے گا۔ اگر پانی کے حصول کے لیے خرچ کرنا پڑتا ہے یا تکلیف اٹھانی پڑتی ہے تو شریعت نے رعایت دی ہے کہ لیے مالک سے نصف (پانچ فیصد) عشر وصول کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح	(سید الانبیاء) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو زمین بارش اور چشموں سے سیراب ہوگی یا جس کا دار و مدار بارش پر ہو اسکی پیداوار پر عشر ہوگا اور جس کو کنویں وغیرہ سے محنت کے ساتھ پانی نکال کر لگایا جائے

ل بخاری ص ۲۰۱۔

نصف العشر[1]	اس کی پیداوار پر نصف عشر ہوگا۔
فیما سقت الانہار والغیم العشور و فیما سقی بالسانیۃ نصف العشر۔	جس زمین کو نہری یا بارش کا پانی ملے اس کی پیداوار پر عشر ہوگا اور جس کے لیے اونٹ کنویں سے پانی نکالیں اسکی پیداوار پر نصف عشر ہوگا۔

شریعت نے انسانی محنت کا خیال رکھتے ہوئے نصف عشر کی معافی کی گنجائش رکھی جبکہ زکوٰۃ کے بارے میں ایسی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

عشر کن اشیاء پر وصول ہوگا؟

شریعت نے ہر اس زمین کی پیداوار پر عشر واجب کیا ہے جو بارش، نہر اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو۔ جس زمین کو سیراب کرنے کے لیے قدرتی وسائل کے ساتھ انسانی مشقت بھی شامل ہو تو اسکی کچھ پیداوار پر نصف عشر رکھا گیا ہے۔ اس کلیہ کے تحت ہر قسم کی پیداوار زمین پر سیرابی کے اعتبار سے عشر یا نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ لیکن وجوب عشر کے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جن اجناس پر عشر واجب ہوتا ہے وہ قابل ذخیرہ ہیں کہ نہیں۔ لہٰذا جن کا ذخیرہ ممکن ہے ان پر عشر وصول کر لیا جاتا ہے اور جن کے بارے میں ضیاع کا خطرہ ہو تو ان کو عشر سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے! اس کا مطلب ہر گز یہ نہ ہوگا کہ ایسی تمام اشیاء جن پر عشر وصول نہیں کیا جاتا ان کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوتی ہے اگر وہ زکوٰۃ کے نصاب تک پہنچ جائے تو اُسے زکوٰۃ سے بھی مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔

---

[1] مسلم ص ۳۱۶، ج ۱۔

چنانچہ احادیث میں کافی حدتک وضاحت موجود ہے اور جن اشیاء کی وضاحت نازل پائے تو وضاحت شدہ کے تحت استنباط کیا جائے گا۔

حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثھما الی الیمن فامرھما ان یعلما الناس امر دینھم وقال لا تاخذوا الصدقۃ الا من ھذہ الاربعۃ الشعیر والحنطۃ والزبیب والتمر[1]	بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو یمن بھیجا اور فرمایا کہ وہ دونوں لوگوں کو دین سمجھائیں اور آپ نے فرمایا کہ وہ صرف چار اجناس یعنی جو، گیہوں خشک انگور اور کھجوروں سے صدقہ وصول کریں۔

حضرت حسن سے روایت ہے۔

لم یفرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم الزکوٰۃ فی شیٔ الا عشرۃ اشیاء الذھب والفضۃ والبقر والغنم والابل والبر والشعیر والذرۃ والتمر[2]	اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس اشیأ کے علاوہ کسی شیٔ میں زکوٰۃ فرض نہیں کی۔ وہ سونا، چاندی، گائے، بکریاں اونٹ، گیہوں، جو، جوار (مکئی) اور کھجوریں ہیں۔

عن مالک انہٗ سأل ابن شھاب عن الزیتون قال فیہ	امام مالکؒ نے امام شہابؒ سے زیتون کے بارے میں دریافت کیا یعنی کیا زیتون

---

[1] مجمع الزوائد، ص ۷۵-۴۲۔

[2] مصنف عبدالرزاق، ص ۱۱۴، جلد ۴۔

العشر [1] پر عشر ہے۔

حضرت معاذؓ بن جبل کی عشر کے بارے میں ایک اور روایت ہے۔

انما یکون ذٰلک فی التمر والحنطۃ عشر کھجوروں، گیہوں، دالوں میں ہوگا

والحبوب واما القثاء والبطیخ والرمان [2] ککڑی، تربوز، انار اور گنے سے رسول اللہ

والقصب فقد عفا عنہ رسول اللہ صلی اللہ [2] صلی اللہ علیہ وسلم سے عشر معاف فرمایا۔

امام مالکؒ نے ہماری آسانی کے لیے حبوب کی جو تشریح کی ہے اس سے مسئلہ تقریباً واضح ہی ہو جاتا ہے۔ اور ابہام کی گنجائش ختم ہی ہو جاتی ہے۔

والحبوب التی فیھا الزکوٰۃ دانے جن میں زکوٰۃ ہے وہ گیہوں، جو

الحنطۃ والشعیر والسلت و پوست دار جو یا بے پوست، جوار، باجرا

والذرۃ والدخن والارز (دخن چنے کو بھی کہتے ہیں۔) چاول، مسور

والعدس والجلبان واللوبیا ماش، لوبیا، تل اور ان کی مثل وہ دانے جو

والجلجلان وما اشبہ ذٰلک کھائے جاتے ہیں ان کو کاٹے جانے کے

من الحبوب التی تصیر طعاما بعد زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔

فالزکوٰۃ توخذ منھا بعد ان تحصد۔ [3]

مذکورہ بالا اجناس اور ان کی مثل وہ ہیں جن پر عشر وصول ہوگا۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر اگر رکھا جائے تو ان کے خراب ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ جن کا ذخیرہ کرنا

---

[1] تنویر الحوالک۔ ص ۲۰۳، جلد ۱۔

[2] مستدرک، ص ۴۰۱، جلد ۱۔

[3] تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک مصنف عبدالرزاق ص ۱۱۵، ج ۴ میں ملتی جلتی تشریح ہے۔

ممکن نہیں ان پر عشر واجب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مستدرک[1] کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

امام ترمذیؒ نے جامع الترمذی[2] میں باب باندھا ہے۔

ماجاء فی زکوٰۃ الخضروات۔ سبزیوں پر زکوٰۃ کا بیان۔

پھر انہوں نے حضرت معاذؓ کی روایت نقل کی ہے۔

انہ کتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسالہ عن الخضروات وھی البقول فقال لیس فیھا شیٔ۔ بے شک انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا اور دریافت کیا کہ آیا سبزیوں پر زکوٰۃ ہے؟ تو آپؐ نے لکھا ان پر کچھ نہیں۔

امام رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ہی لکھا ہے کہ حدیث کی سند صحیح نہیں اور اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی صحیح طور پر منقول نہیں۔ بے شک موسیٰ بن طلحہؓ سے مرسلاً مروی ہے۔

والعمل علی ھذا عند اھل العلم انہ لیس فی الخضروات صدقۃ۔ اور عمل اہل علم کا اس پر ہے کہ سبزیوں پر کوئی صدقہ نہیں۔

مصنف عبدالرزاق[3] میں موسیٰ بن طلحہ سے یوں مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فی الخضروات صدقۃ۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبزیوں پر کچھ صدقہ نہیں۔

---

[1] تنویر الحوالک: ص ۲۰۱: جلد ۱۔

[2] ص ۱۰۹؛ جلد ۱۔

[3] ص ۱۱۹؛ جلد ۴۔

تحفۃ الاحوذی میں شارح ترمذیؒ نے لکھا ہے :

والیٰ ذالک ذھب مالک والشافعی۔ کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے اس حدیث کو اپنایا ہے۔

علامہ شوکانیؒ نے منتقی الاخبار کی شرح نیل الاوطار میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں :

لیس فی الخضروات زکاۃ۔ یعنی سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں۔

بہرحال پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ جن اشیاء پر عشر یا نصف عشر واجب نہیں ہوتا یا وجوب میں اختلاف ہے ان کی فروخت کے بعد حاصل ہونے والی رقم پر جب ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ عشر کی وصولی میں جلدی اس لئے کی جاتی ہے کہ جن اشیاء پر وصول ہوتا ہے وہ عموماً فصل وار حاصل ہوتی ہیں۔ اگر وصولی میں دیر کر دی جائے تو فصل کے مالک کے پاس رقم نہ رہے گی پھر وہ زکوٰۃ یا عشر کیسے ادا کرے گا لہٰذا مالک کی آسانی کے لیے کٹائی کے بعد یا پھلوں کے پک جانے پر ہی حکومت کا حصہ وصول کر لیا جاتا ہے تاکہ بعد میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو پائے۔ جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے تو جن مالوں پر وصول کی جاتی ہے ان کا مالک کے پاس ہمیشہ موجود رہنے کا امکان رہتا ہے۔ اس لیے سال کے سال زکوٰۃ وصول کر لی جاتی ہے۔

اناج اور پھلوں کا نصاب

ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے۔

ل ص ۱۲ : جلد ۲۔

ل نیل الاوطار ص ۱۵۲ ، جلد ۴۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ[1]

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم (اناج اور پھلوں) میں صدقہ نہیں۔

صحیح مسلم میں وضاحت کردی گئی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوساق من تمر ولاحب صدقۃ[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجور اور دانے جب پانچ اوساق سے کم ہوں تو ان میں صدقہ نہیں۔

مذکورہ بالا دو روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک اناج یا پھل پانچ وسق نہ ہوں تو ان پر عشر یا نصف عشر اگر پانی پر خرچ آتا ہے واجب نہیں ہوتا۔ اگرچہ پانچ وسق سے معمولی ہی کم کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر کوئی خود رضاکارانہ طور پر دینا چاہے تو اور بات ہے۔ محدثین نے وسق کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ہر صاع تقریباً ۲½ سیر کا ہوتا ہے۔ تو اس اعتبار سے تقریباً کل وزن ۹۴۸ کلوگرام ہوا۔

عشر کب واجب ہوتا ہے؟ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ عشر کی وصولی کھیتی کے کٹنے اور پھلوں کے پک جانے پر واجب ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح بخاری ص ۲۰۱ ایضاً صحیح مسلم ص ۳۱۶ ج ۱

[2] بخاری ص ۳۱۶ ج ۱۔

بعث عبد اللہ بن رواحة الی یہود یخرص النخل حین یطیب قبل ان یوکل منہ۔[1]

عن عتابؓ بن اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخرص العنب کما یخرص النخل و یوخذ زکاته زبیبا کما توخذ صدقة النخل تمرا۔[2]

کو یہود کی طرف بھیجا کرتے تھے۔ کھجوروں کے پک جانے سے لیکن کھائے جانے سے پہلے وہ اندازہ لگاتے کہ کتنی ہونگی۔

عتاب بن اسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انگوروں کا اندازہ اسی طرح کیا جائے جس طرح کھجوروں کا کیا جاتا ہے اور ان کی زکوٰۃ خشک انگوروں کی صورت میں لی جائے جس طرح تازہ کھجوروں کی زکوٰۃ خوب پکی ہوئی کھجوروں کی صورت میں لی جاتی ہے۔

پھلوں کا اندازہ لگا کر عشر وصول کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اناج یا دانوں کو زمین پر جتنی دیر بھی رکھا جائے تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا جبکہ پھلوں کو زمین پر رکھنے اور آگے پیچھے کرنے میں ان کے ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

عمال رسول اللہ صلعم کی امانت و دیانت اور اندازہ لگانے میں احتیاط

رسول اللہ صلعم کا معمول مبارک تھا کہ اپنے عمال کے انتخاب میں بڑی ہی احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ کا معمول تھا کہ جب وہ اہل خیبر کے پاس آتے تو اندازہ لگا کر دو حصے کر دیتے پھر اہل خیبر کو اختیار دیتے کہ جو بھی حصہ ان کو پسند ہے

---

[1] ابوداؤد ص ۲۲۶ [2] ایضا ابوداؤد ص ۲۲۶۔

وہ لے لیں۔ ایک موقعہ پر اہل خیبر نے ان کو رشوت دینے کی کوشش کی۔ امام زہریؒ سے وہ واقعہ یوں منقول ہے۔

قال لما اتاهم ابن رواحه جمعوا	کہ جب عبداللہ بن رواحہ اہل خیبر کے پاس
له حليا من حلى نسائهم فاهدوها	آئے تو انہوں نے اپنی عورتوں کے زیورات
اليه فقال يا معشر اليهود والله	جمع کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دیئے
انكم لابغض خلق الله الى وما ذاك	انہوں نے کہا اے جماعت یہود واللہ کی قسم
بحاملى ان احيف عليكم واما	اللہ کی مخلوق میں سے تم میرے نزدیک
ما عرضتم على من هذه	انتہائی مبغوض ہو لیکن یہ بات مجھے اس پر
الرشوة فانها سحت	نہیں ابھارے گی کہ میں تم پر ظلم کروں۔
وانا لا ناكلها ثم خرص	جہاں تک اس رشوت کا تعلق ہے جو
عليهم ثم خيرهم	تم نے مجھ پر پیش کی ہے تو یہ حرام ہے اور
ان ياخذوها (او يا خذها)	ہم حرام نہیں کھاتے۔ پھر انہوں نے اندازہ
هو فقالوا بهذا قامت	لگا کر ان کو اختیار دیا۔ چاہے تو ان کے
السموات والارض	اندازہ کے مطابق مقررہ حصہ لے لیں یا
فخذوها بذالك	دیدیں پھر یہود نے کہا اسی انصاف کی وجہ سے
الخرص له	آسمان و زمین قائم ہیں۔ پھر انہوں نے
	ان کے اندازہ کے مطابق حصہ کو قبول
	کر لیا۔

لہ مصنف عبدالرزاق ص ۱۲۲، ج ۴ طبع مجلس علمی۔

ریقہ وصولی جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال عشر وصول کیا کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں

کومت وصول کرتی تھی۔

مصارف چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ عشر زکوٰۃ ہی کی ایک قسم ہے۔ جب اس کی وصولی زکوٰۃ کی طرح ہوگی تو ظاہر ہے کہ مصرف بھی زکوٰۃ ہی کی طرح

ہ گا۔ قرآن پاک میں ان کا تعین کر دیا گیا ہے۔ رہی یہ بات کہ سات سو کروڑ کی کثیر رقم

کو مستحقین میں ہی تقسیم کر دیا جائے یا رفاہی و اصلاحی کاموں پر بھی کچھ خرچ کیا جائے؟

سب سے پہلے فقراء و مساکین کی ضروریات و حاجات کو پورا کرنا ہوگا۔ کیونکہ

کوٰۃ کا فلسفہ ہی یہی ہے۔

توخذ من اغنیاءھم	ان کے امیروں سے لی جائے گی اور
تردعلی فقراءھم۔	ان کے غریبوں پر لوٹائی جائے گی۔

اگر اس سے رقم بچے تو پھر ساتویں مصرف فی سبیل اللہ میں ائمہ فقہاء نے جو وسعت

پیدا کی ہے اس کے مطابق رفاہی کاموں پر خرچ کی جائے۔ تعلیم و تربیت کو اولیت

حاصل ہونی چاہیے۔

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ لہٰذا لا الٰہ الا اللہ

کے نام پر قائم ہونے والے ملک کا دفاع و بقا بھی جہاد میں شامل ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت

ہے کہ جہاد کی تیاری بھی جہاد ہی ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے۔

واعدوا لھم ما استطعتم	جتنی بھی قوت تم اکٹھی کر سکتے ہو کرو اور
من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون	گھوڑے باندھو جن سے تم اللہ اور اپنے

بہ عدو اللہ وعدوکو	دشمن کو ڈراؤ اور ان کے علاوہ دوسروں کو
وآخرین من دونھم لا	تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور
تعلمونھم اللہ یعلمھم وما	جو بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اس کا
تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ	اجر تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں

یوف الیکم وانتم لا تظلمون (الانفال: ۶۰) کیا جائے گا۔

آیا آج کل کے دور میں گھوڑوں سے تیاری ہو سکتی ہے۔ کیا موجودہ ترقی یافتہ دور میں لڑائی کے موقعہ پر ہمیں وہ ہتھیار مل سکتے ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہو گی۔ لہٰذا ابھی سے ہمیں تیاری کرنی ہو گی۔

اگر کہا جائے کہ زکوٰۃ اور عشر کے مصارف میں تملیک ضروری ہے۔ جہاں تملیک نہ ہوگی وہاں زکوٰۃ اور عشر کی رقم خرچ نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا رفاہی کاموں پر عشر کی رقم خرچ نہیں کی جا سکتی ہے۔

اس کا جواب امام اجل حضرت قاضی ابو یوسفؒ کے الفاظ میں موجود ہے۔

وسھم فی اصلاح طرق	زکوٰۃ کا ایک حصہ مسلمانوں کی سڑکوں کی
المسلمین لہ	اصلاح پر خرچ کیا جائے۔

اسی طرح چند اور حوالے معروف تفاسیر میں سے بھی نقل کئے جاتے ہیں۔

نقل القفال عن بعض	امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں قفال
الفقھاء انھم اجاز وا	کے حوالے سے بعض فقہاء سے نقل کیا ہے
صرف الصدقات الی جمیع	کہ انہوں نے صدقات کو عام بھلائی کے
وجوہ الخیر من تکفین	کاموں پر خرچ کرنے کی اجازت دی۔
الموتی وبناء الحصون وعمارۃ	جیسے میت کا کفن، قلعوں کی تعمیر اور

لہ کتاب الخراج، ص ۸۰۔

المساجد لان قوله فی سبیل اللہ ۔ مساجد کی عمارت اس لئے کہ فی سبیل اللہ
عام فی الکل [1] ۔ عام ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے بارے میں علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے:

اخرج ابن سعد عن سہل بن خثیمۃ وغیرہ ان ابا بکر کان لہٗ بیت مال بالسنح لیس یحرسہ احد فقیل لہ الا تجعل علیہ من یحرسہ قال علیہ قفل فکان یعطی ما فیہ حتی یفرغ فلما انتقل الی المدینۃ حولہٗ فی دارہ فقدم علیہ مال فکان یقسمہ علی فقراء الناس فیسوی بین الناس فی القسم وکان یشتری الخیل والسلاح فیجعلہ فی سبیل اللہ۔

ابن سعد نے سہل بن خثیمہ سے اور ان کے علاوہ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ بیشک ابوبکرؓ کا بیت المال سنح میں تھا جس کی کوئی حفاظت نہ کرتا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس پر کسی محافظ کو مقرر کیوں نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا اس پر تالہ ہے۔ جو کچھ بیت المال میں ہوتا۔ وہ لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس میں کچھ نہ رہتا۔ جب مدینہ منتقل ہوئے تو اپنے گھر میں بیت المال بنا لیا پھر ان کے پاس جو مال آتا۔ تو اس کو فقراء میں تقسیم کر دیتے اور تقسیم کرتے وقت برابر برابر دیتے اور وہ گھوڑے اور اسلحہ خریدتے پھر ان کو فی سبیل اللہ کی مد میں کر دیتے ہیں۔ [2]

---

[1] تفسیر کبیر۔ ص ۸۱ ج ۴

[2] تاریخ الخلفاء ص ۶۶۔

امام ناصر الدین ابی الخیر عبد اللہ بن عمر البیضاوی المتوفی سنتہ ۷۹۱ھ اپنی تفسیر میں فی سبیل اللہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وللصرف فی الجہاد	کہ یہ حصہ جہاد پر اس طرح خرچ کیا جائے
بالانفاق علی متطوعة	کہ رضا کارانہ طور پر جہاد حصہ لینے والوں
وابتیاع الکراع والسلاح	پر، گھوڑے اور اسلحہ خریدنے پر صرف ہو
وقیل فی بناء القناطیر	اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پلوں اور کارخانے
والمصانع [1]	(سرکاری) بنانے پر خرچ کیا جائے۔

مصر کے مشہور استاذ شریعہ اسلامیہ ولغت العربیہ احمد مصطفیٰ المراغی سے منقول ہے۔

والحق ان المراد بسبیل	حق یہ ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد مسلمانوں
اللہ مصالح المسلمین العامة	کے عام بھلائی اور خیر کے کام ہیں جس سے
التی بھا قوام امر الدین والدولة [2]	دین وملک کا استحکام ہو۔

دورِ جدید کے عظیم مفسر سید قطب شہید نے فی سبیل اللہ کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے۔

وذلك باب واسع یشتمل	یہ وہ وسعت والا باب ہے جو جماعت کی تمام
کل مصلحة للجماعة [3]	مصلحتوں پر مشتمل ہے۔

سید سابق نے فلسفہ زکوٰۃ بڑے جامع انداز میں دو جملوں میں سمیٹ دیا ہے۔

ان اللہ تعالیٰ فرض فی	بے شک اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے مالوں

---

[1] البیضاوی ص ۲۴۰، ج ۱۔

[2] تفسیر المراغی ص ۱۴۵ پارہ ۱۰۔

[3] فی ظلال القرآن ص ۴۰۲ ج ۴

اموال الاغنیاء صدقۃ لمواساۃ الفقراء میں غریبوں اور ان جیسے لوگوں اور مصالح ومن فی معناھم واقامۃ المصالح العامۃ[1] کے لیے صدقہ کو فرض فرمایا۔

لہٰذا مصالح عامہ بھی زکوٰۃ وعشر کے مصارف میں سے ایک مصرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر حالات سازگار کئے ہیں تو ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زکوٰۃ اور عشر کو قرآن و سنت کے مطابق نافذ کرنے کی کوشش مخلصانہ ہونی چاہیے اور نفاذ میں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں ان سے اپنی جھولیوں کو بھرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔

زکوٰۃ وعشر کی موجودگی میں کسی اور ٹیکس کی گنجائش ہے؟

پاکستان لا الٰہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لہٰذا اس میں شریعت محمدیہ کا کامل نفاذ ہونا چاہیے جو قدم اٹھایا جا چکا اسے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں ایک علمی مذاکرہ ٹیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے ریسرچ سیل میں عشر پر ہوا اس میں بتایا گیا کہ اس وقت مالیہ کی صورت میں جو رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے وہ صرف ۲۳ کروڑ ہے جبکہ عشر کے طور پر وصول ہونے والی رقم انشاءاللہ ۷۰۰ کروڑ روپے ہو گی۔

اگر عشر کی لائن پر زکوٰۃ سسٹم کو بھی پوری طرح اسلامی بنا دیا جائے تو اس میں اتنی رقم مل سکتی ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب زکوٰۃ اور عشر کی صورت میں حکومت کی ضرورت کے مطابق رقوم حاصل ہو جائیں تو اور کسی ٹیکس کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ البتہ اگر زکوٰۃ اور عشر سے حکومت کا بجٹ پورا نہیں ہوتا تو حکومت رضاکارانہ معاونت کی عوام سے اپیل کر سکتی ہے اگر اپیل پر عوام الناس اور مالدار توجہ نہ دیں تو حکومت اپنی

---

[1] فقہ السنۃ ص ۳۴۵، ج ۱

ضرورت پوری کرنے کے لیے ضرورت کی حد تک لوگوں سے رقم وصول کر سکتی ہے۔

جہاں تک زکوٰۃ اور عشر کی موجودگی میں مزید کسی ٹیکس کے لگائے جانے کا تعلق ہے تو اس کے بارے امام شعرانیؒ اور علامہ شوکانیؒ کی دو کتابوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔

انہٗ لیس فی المال سوی الزکاۃ[1] — مال میں سوائے زکاۃ کے اور کچھ نہیں مسلمانوں

لیس علیہم غیر الزکوٰۃ من الضرائب والمکس[2] — پر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس اور محصول چنگی نہیں۔

اسی طرح حضرت علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بحرین اور ہجر بھیجا۔ میں مسلمانوں کے باغ میں آتا ان کو سلام کرتا۔

فاخذ من المسلم العشر ومن المشرک الخراج[3] — پس میں مسلمان سے عشر لیتا اور مشرک سے خراج۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ کوئی اور ٹیکس نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں غیر مسلم تاجروں پر دس فیصد تاجرانہ ٹیکس اس بنا پر لگایا تھا کہ وہ مسلمان تاجروں سے اتنا ہی وصول کرتے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی نے تو یہ لکھا ہے کہ منبج کے عیسائیوں نے جو اس وقت تک اسلام کے محکوم نہ تھے خود حضرت عمرؓ کے پاس تحریری درخواست بھیجی کہ ہم کو عشر ادا کرنے کی شرط پر عرب میں تجارت کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمرؓ

---

[1] المیزان الکبریٰ، ص ۱۲، ج ۲۔

[2] نیل الاوطار، ص ۶۶، ج ۹۔

[3] ابن ماجہ، ص ۱۳۱۔

نے منظور کرلیا۔ پھر ذمیوں اور مسلمانوں پر یہ قاعدہ جاری کردیا۔ البتہ تعداد میں تفاوت رہا یعنی حربیوں سے ۱۰ فیصد ذمیوں سے ۵ فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فیصد لیا جاتا تھا۔[1]

اگر آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی راہ کو اپنایا جائے تو ہمارے تمام اقتصادی و عملی مسائل حل ہوسکتے ہیں اور پاکستان حقیقی معنوں میں ناقابل تسخیر ایک فلاحی ریاست کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ

مع

اسلام کا نظام احتساب

تالیف

مولانا سید محمد متین ہاشمی۔ ایم۔ اے

قیمت ۰۰-۶ روپے

---

[1] الفاروق : ص ۳۳۰ - مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

فہرست مضامین

سہ ماہی منہاج عشر نمبر حصہ دوم شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء

مقالات	مصنفین
۱ فلسفۂ عشر	مولانا سید اسعد گیلانی
۲- مفصل رپورٹ "مذاکرہ" منعقدہ ۱۱ اپریل ۸۳ء بسلسلۂ عشر	
۳- دیہی معیشت پر عشر کے اثرات	ملک خدا بخش بچہ صاحب
۴- فقہ جعفریہ میں عشر کی حیثیت	مفتی محمد حسین مجتہد صدر مؤتمر علمائے شیعہ
۵- نقطۂ تحقیق، پاکستان کی زمین عشری یا خراجی -	مفتی غلام سرور قادری
۶- امام ابو یوسف (سیرت و تعارف)	مولانا محمد صدیق ہزاروی
۷- مصادر عشر	جناب محمد اکرام چغتائی
۸- روایت (ایک مطالعہ)	محمد اصغر نیازی

العشر فی الفقہ

فقہ حنفی

مسائل عشر — مولانا عبد الرشید جامعہ مدنیہ

فقہ مالکی

المدوّنۃ الکبریٰ — ادارہ

فقہ شافعی

کتاب الام — ادارہ

فقہ حنبلی

المغنی والشرح الکبیر — ادارہ

فقہ ظاہری

المحلّٰی — پروفیسر خان محمد چاولہ صاحب

فقہ جعفری

الفروع من الکافی۔ من لایحضرہ الفقیہ — ادارہ

تہذیب الاحکام — پروفیسر خان محمد چاولہ صاحب